مولانا محمد حذیفہ وستانوی
استاذ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا (انڈیا)

ٹیکنالوجی کا جنون یا نمرودیت وفرعونیت جدیدہ

مغربی سائنس داں: ''کریونیکس'' کرو، یعنی مردہ جسموں کو محفوظ کرو، ہم عنقریب دوبارہ زندہ کرینگے

حقیقت یا سراب؟

اللہ رب العزت نے انسان کو روح اور مادہ یعنی جسم سے مرکب پیدا کیا اور دنیا کو دار العمل والاختبار اور فانی اور آخرت کو دار الجزاء وسزا اور ابدی بنایا، ساتھ ہی انسان کو اختیار خیر وشر کا ملکہ عطا کیا، اور اسی اختیار پر آئندہ اس کی کامیابی وناکامی کو موقوف رکھا، اگر وہ صرف مادہ پر محنت کرتا ہے، اور اصلاح باطن سے روگردانی اختیار کرتا ہے، تو یہ اس کیلئے باعث ہلاکت ہے؛ قرآن کہتا ہے'' و قد خاب من دساھا '' جس نفس یعنی باطن کو بگاڑ دیا وہ برباد ہوگیا، ور اگر تزکیہ نفس کرتا ہے تو یہ اس کیلئے باعث نجات ہے، قرآن کہتا ہے'' قد افلح من زکھا '' کامیاب ہوگیا وہ جس نے تزکیۂ نفس کیا، اسی لیے پیر ذوالفقار نقشبندی فرماتے ہیں: کہ تزکیہ نفس کے بغیر جنت میں دخول ممکن نہیں، کیوں کہ احادیث سے ثابت ہے کہ جہنم سے گنہ گار کو نکالا جائیگا، تو ایک نہر میں غوطہ دیا جائیگا جس سے دل اور نفس کی تمام برائیاں ختم ہوجائے گی، اور ویسے بھی اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے کہ مؤمن عاصی کو جہنم میں تزکیۂ کیلئے ہی ڈالا جائے گا۔

مگر بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ''صنعتی انقلاب'' کے بعد ''مغرب'' اور ''یورپ'' نے انسان کو ''مادیت'' کے دلدل میں پھنسادیا ہے، اور مسلسل صدیوں سے یہی کوشش ہورہی ہے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ ''مادہ'' ہی سب کچھ ہے، اسی لیے انہوں نے اللہ کے وجود کا انکار سائنسی تحقیقات کی روشنی میں ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی، اور ساتھ ہی سارٹر جیسے ملحد سائنس داں نے مادہ اور دنیا کے لافانی اور ابدی ہونے کو بھی بے تکے دلائل سے ثابت کیا ہے۔ گویا یہ کائنات خود بخود بنی ہے اور ہمیشہ رہے گی، ختم نہ ہوگی، یہ اکثر مغربی سائنس دانوں کا رجحان ہے، البتہ بعض معدودے چند ایسے سائنس داں بھی ہیں جو ان باتوں کو تسلیم نہیں کرتے، اور دنیا کے آغاز اور فنا ہونے کا نظریہ رکھتے ہیں، اگر چہ وہ غیر مسلم ہیں، مگر ہمارے بعض (بے جا) وسعت ظرفی کا مظاہرہ کرنے والوں نے انہیں ''مؤمن سائنس داں'' کا لقب دینے کی جسارت کی ہے، جو صحیح نہیں جب تک ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کا مظاہرہ ان کی جانب سے نہ ہو ہم انہیں ''مؤمن سائنس داں'' نہیں کہہ سکتے۔

اس تمہید کے بعد آیئے ہم اصل موضوع کی طرف رُخ کرتے ہیں۔

بات دراصل یہ ہے کہ ایک عرصہ پہلے، اردو ٹائمز میں سائنس پر ایک مضمون پڑھا تھا، جس میں یہ موازنہ کیا گیا تھا کہ سائنس اور قدرت کا تقابل ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور اس میں مختلف سائنس دانوں کے نظریات بیان کیے گئے تھے، بعض سائنس داں کو کہنا تھا کہ قدرت کا مقابلہ سائنس نہیں کرسکتی، اور بعض کا کہنا تھا کہ (العیاذ باللہ) سائنس قدرت کا مقابلہ ہی نہیں، بلکہ اس کو پچھاڑ بھی سکتی ہے۔ بندہ کو اس دوسرے گروہ اور طائفہ پر بڑی حیرت ہوئی، کہ عجیب عقل کے مارے ہوئے ہیں یہ سائنس داں، جو تحقیق اور ریسرچ اسکالر اور اپنے ذہین وفطین ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، جب کہ ان کو اتنی موٹی سی بات بھی نہیں سمجھتی ہے، کہ کہاں لامحدود قدرت الٰہی اور کہاں محدود در محدود عقل انسانی یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ کہ محدود، غیر محدود کا مقابلہ کرسکے؟ تب میری سمجھ میں آیا کہ قرآن جو غیروں کو کبھی ''سفھاء'' کہتا ہے، کبھی ''میت اور موتی'' کہتا ہے، کبھی ''اعمی اصم اور ابکم'' کہتا ہے، کبھی ''لایعقلون''، کبھی ''لایعلمون''، ''لایبصرون''، ''لایسمعون'' کہتا ہے بالکل صحیح اور درست کہتا ہے۔ واقعۃً ان کا یہی حال ہے۔ ایک مدت تک میں سمجھا ان کا دعویٰ محض دعویٰ، مگر جب اس ماہ (یعنی ذوالحجہ) عربی مجلّہ ''المجتمع'' ہاتھ لگا تو میری حیرت اور تعجب کی انتہا نہ رہی؛ کیوں کہ اس میں تین مضامین یکے بعد دیگرے، پے در پے ایک ہی موضوع پر تھے اور وہ موضوع کیا ''کرونیکس'' یعنی انسانی مردہ بدن کو اس غرض سے محفوظ رکھنا کہ وہ دوبارہ سائنس دانوں کی کوشش سے دنیا ہی میں زندہ کیا جاسکے گا!!!

گویا سارٹر کے نظریہ ابدی کو عملی طور پر ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی جارہی ہے، بندہ نے 'المجتمع' اور اس کے علاوہ چند دیگر ویب سائٹوں سے اس موضوع پر مواد اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے، امید ہے کہ اسلامی ''نظریہ فناء دنیا کا تیقین'' اور سائنسی ''نظریہ ابدیت مادہ'' کی تردید اور تغلیط کی اس کے ذریعہ ممکن ہوسکے گی۔

علمی ترقی انسان کا فطری تقاضا: اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کو اللہ رب العزت نے جب سے وجود بخشا ہے تب ہی سے علم کو اس کی طبیعت کا ایک لازمی عنصر بنادیا ہے، یہ عجیب امر ہے کہ قرآن کے بیانِ صادق کے مطابق، اللہ نے جب اسے پیدا کیا، تو پیدا کرنے کے بعد سب سے پہلے اسے علم سے وابستہ کیا کیوں کہ علم ہی وہ جوہر تھا جس سے خیر اور شر کے درمیان تمیز کا ملکہ پیدا ہوتا، اور علم بھی اللہ نے خود معلم بن کر سکھایا، اب ذرا غور کیجئے جس انسان کا سب سے پہلا معلم، اور استاد خود اس کا خالق و مالک جو حکیم وعلیم، خبیر وبصیر، معبود برحق اللہ جل جلالہٗ ہو، اس کو علم سے کیسا شغف اور تعلق ہوگا، اسی علم الٰہی کی برکت ہے، کہ ہزاروں سالوں کے بعد بھی آج انسان کے ایک طبقہ میں خیر اور شر کے درمیان حق و باطل کے مابین امتیاز کا وصف موجود ہے، علم کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ اللہ نے رہنے سہنے، کھانے پینے اور نکاح بیاہ، سب کا انتظام علم سکھانے کے بعد کیا، اور اسی علم کی وجہ سے مسجود ملائکہ اور اشرف الخلائق کا رتبہ عطا کیا، مگر یہ سوچنا چاہئے کہ آخر کیوں ایسا بڑا رتبہ اور اتنی بڑی اہمیت علم کو دی گئی؟ تو اس کا جواب یہی ہے کہ وہ شر کو چھوڑ کر خیر کو اختیار کرے، کیوں کہ اللہ خیر اور حق کو پسند کرنے والا ہے، گویا وہ اسی علم الٰہی کی وجہ سے وصول الی

اللہ جیسی عظیم نعمت سے مالا مال ہو جائے، جو انسانی زندگی کا مقصد اور منتہیٰ ہے، لہٰذا انسان کو علم اس لیے سیکھنا چاہئے کہ وہ اللہ تک رسائی حاصل کرلے، نہ اس لیے کہ (العیاذ باللہ) وہ اللہ کو اپنا مدِ مقابل بنا کر اس کی لامحدود قدرت کے مقابلہ پر اتر آئے، اگر وہ ایسا کرتا ہے تو یہ حماقت ہے، اور جس چیز کو علم کا نام دے کر وہ ایسا کر رہا ہے، وہ علم نہیں، جہل ہے، مگر عقل سے کورا ہونے کی وجہ سے وہ اسی جہل کو علم تصور کرتا ہے، علم جدید (سائنس) جو در حقیقت فن جدید کہے جانے کا صحیح مصداق ہے، وہ اس وقت اسی دہانے پر کھڑا ہوا ہے، جس کی بین اور واضح بے شمار مثالیں اور شہادتیں موجود ہیں ان میں سے ایک ''کریونیکس Cryonics'' ہے، جس کو ہم نے موضوع بحث بنایا ہے، کیا ہے؟ یہ ''کریونیکس'' کو آیئے ہم جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

''کریونیکس'' کیا ہے؟: ''کریونیکس'' کے بارے میں اسلام کیا کہتا ہے؟ اس کو بیان کرنے سے پہلے ہمیں ''کریونیکس'' کو سمجھنا ہوگا، کیونکہ شریعت کسی بھی چیز پر بلا تحقیق حکم مسلط نہیں کرتی ہے، بلکہ پہلے اس کی پوری حقیقت کا بغور مطالعہ کرتی ہے، اس کے بعد دنیا وآخرت میں اس کے کیا نتائج اور مصالح ومفاسد مرتب ہوتے ہیں اس کا معاینہ کرتی ہے، افراد اور معاشرہ دونوں کیلئے وہ چیز کس حد تک مفید اور کس حد تک مضر ہے، غرضیکہ اس کے تمام مالہ وماعلیہ کو بغور معلوم کرلینے کے بعد کوئی حکم مرتب کرتی ہے، یہ چیز جائز ہونی چاہئے یا ناجائز۔

سائنس سیاست اور قلم سازوں کا باہمی تعاون!!! ایک مدت سے ایک عجیب بات منظر عام پر آرہی ہے، وہ یہ کہ اہل سیاست اور اہل سائنس کسی چیز کو سیاسی یا سائنسی میدان میں پردہ پر لانے سے پہلے، اس کی کہانی بنا کر اس پر فلم بناتے ہیں، اور پھر اس فلمی پردہ پر اس کی قبولیت کے بعد، اسے حقیقی صورت دینے کی کوشش کرتے ہیں، نائن لیون کے واقعہ میں بھی یہی کچھ ہوا (جس کی تفصیلات آپ نذر الحفیظ ندوی کی مقبول کتاب کے نئے ایڈیشن میں پڑھ چکے ہیں)، اب ''کریونیکس'' کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہو رہا ہے، اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے ''فتنہ ساز'' ادارے اور کمپنیاں کتنی چابک دستی اور مکاری کے ساتھ فکرِ انسانی پر تسلط حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے، گویا ان کا اصل ہدف انسانی قوت فکر، اور انسانی قوت عقل پر غالب آکر، اس پر تادیر مسلط رہنا اور ساتھ ساتھ یہ بھی تأثر دینا ہے کہ ہم اتنی ترقی کر چکے ہیں، کہ موہوم اور خیالی چیزوں کو بھی حقیقت میں بدل سکتے ہیں، لہٰذا اب انسانوں کو ہماری ہی بات تسلیم کرنی چاہئے، اور سب سے بیزار ہو جانا چاہئے۔

''دیمۃ الجابر'' اپنے عربی مضمون ''کریونیکس'' میں تحریر کرتی ہے کہ ''ایک مدت پہلے ہم نے امریکی قلم کار ''جاک لنڈن'' کی تحریر کردہ ایک کہانی کا مطالعہ کیا تھا' جس کا عنوان تھا ''آلاف المیتات'' (A thousand Deaths) یعنی ہزاروں مردے، جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ایک باپ جو علم الحیات کا ماہر ہوتا ہے، اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ وہ مردہ کو زندہ کرے، گویا وہ اپنے ہی بیٹے پر یہ تجربہ کرتا ہے، کہ کبھی اس کو زہر دے کر موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے، پھر اسے زندہ کرتا ہے،

کبھی گلا گھونٹ کر مار دیتا ہے، پھر اسے زندہ کرتا ہے، اور زندہ کرنے کیلئے اس کو مارنے کے بعد اس کے جسم کو محفوظ رکھنے کی خاطر برودت میں جمانے کیلئے رکھ دیتا، اور پھر کیمیائی مواد کو مرکب کر کے اس تجمید شدہ جسم کو دوبارہ زندہ کرنے کیلئے ہ بہ کرتا، اور اس طرح وہ زندہ ہو جاتا، گویا مکمل موت کے بعد وہ دوبارہ زندہ ہو جاتا، پھر قصہ اس بات پر ختم ہو جاتا کہ ی طرح بیٹا اس کے باپ اور اس کے معاونین سے کبھی خلاصی حاصل کر کے راہ فرار اختیار کر لیتا۔ جب میں نے اس ہانی کو پڑھا تھا، اس وقت میرے خواب خیال میں بھی نہ تھا کہ دنیا میں اس مفروضہ کہانی کو حقیقت کا روپ دینے کیلئے بے جا جسارت کی جائے گی، کیوں کہ میں مسلمان ہوں، میرا عقیدہ ہے ''موت'' ایک حقیقت ہے، اور موت کے بعد انسان کی روح یا تو جنت میں چلی جاتی ہے، یا جہنم میں، گویا وہ مکمل طور پر محبوس ہو جاتی ہے، اس کا اعادہ اللہ کے علاوہ کسی کیلئے ممکن نہیں، کیوں کہ وہ زندگی کے مرحلہ ثانی یعنی برزخ میں پہنچ جاتی ہے، قرآن کا صاف اعلان ہے ''**حتی اذا جاء احدهم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالح فیما ترکت کلا انها کلمة هو قائلها و من ورائهم برزخ الی یوم یبعثون** ''(سورۃ المؤمنون)'' یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آ پہنچے گی تو وہ کہے گا، اے میرے رب، مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دے، تا کہ میں نیکی کر کے آؤں جس کو میں نے پہلے فراموش کر دیا تھا، (جواب ملے گا) ہرگز یہ آرزو پوری نہ ہو سکے گی، اس کا یہ قول صدا بصحرا ثابت ہوگا، اور ان کیلئے حیاتِ دنیوی کے بعد حیات برزخ ہوگی، قیامت کے دن تک'' یہ آیت یہ مسلمانوں کو درس دے رہی ہے کہ انسان زندگی کے تین مراحل سے گذرے گا، حیات دنیا، ولادت سے موت تک، حیات برزخ، موت سے قیام قیامت تک، اور حیات آخرت یوم الحساب سے ابدالآباد تک کے لیے، عجب نہیں اللہ رب العزت نے اس آیت کریمہ سے مسلمانوں کو پہلے ہی اس بات پر متنبہ کر دیا ہو کہ کوئی کیسا ہی دعویٰ کیوں نہ کرے؟ یہ ممکن ہی نہیں کہ دنیا میں موت کے بعد انسان یا کسی بھی حیوان کو زندہ کیا جا سکے، تم اس کے موہوم دعویٰ پر کبھی بھروسہ اور اعتماد نہ کرنا، بلکہ اللہ ہی کے دعویٰ پر اعتماد اور یقین رکھنا، اگر تم اس کی کتاب اور اس کے معبود برحق ہونے کا ایمان رکھتے ہو، بہر حال سائنس دانوں کے اس دعویٰ موہومہ پر عمل درآمد کرتے ہوئے دنیا میں یہ سلسلہ شروع ہو چکا ہے، کہ انسانوں اور جانوروں کے مردہ جسموں کو اعادہ حیات کی امید پر ''کریونیکس (Cryonics)'' کیا جا رہا ہے۔

<u>''کریونیکس'' ایک تعارف:</u> ''کریونیکس'': یہ ایک سائنسی اصطلاح ہے، آکسفورڈ انگلش ڈکشنری کے صفحہ ۳۷۱ پر ہے: Cryonics کہا جاتا ہے

Process of freesing a body at the momnet of its death with the hope that ”

“it will be brought back to life at same future time. P317

مستقبل قریب میں اعادہ حیات کی امید پر موت کے بعد بدن اور جسم کو منجمد کرنے کیلئے کولنگ یعنی ٹھنڈک میں رکھ دینا۔

سائنس دانوں نے یہ تجربہ کیا کہ جب کسی چیز کو شدید برودت میں رکھا جائے تو وہ گلنے اور سڑنے سے محفوظ ہو جاتی ہے، اسی تجربہ کے نتیجہ میں ثلاجۃ یعنی فریج ایجاد کیا گیا، اب اسی کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ کہا جا رہا ہے، کہ انسانی لاشوں اور حیوان کی مفقود ہونے والی انواع کو بھی بڑے بڑے کولڈ سینٹروں میں، مختلف کیمیائی مادوں کے سہارے محفوظ کیا جائے اور اس کو زندہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ دوسری جانب یہ بات بھی قابل تعجب ہے، کہ خود اس فن کے ماہرین اس بات کا اعتراف بھی کرر ہے ہیں، کہ یہ بات قطعی اور یقینی نہیں ہے، کہ ہم مردار کو زندہ کرنے پر قادر ہو ہی جائیں گے، اور اگر بالفرض قادر ہو بھی گئے تو اس بات کی بھی کوئی یقین دہانی اور گارنٹی نہیں کہ یہ محفوظ اجسام پہلے کی طرح حرکت اور کام کاج پر قادر ہو سکیں گے، بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ طویل عرصہ گذر جانے کی صورت میں کمزوری اور بڑھاپے کا مزید شدت سے احساس ہو، مزید برآں یہ بھی ممکن ہے کہ وہ زندہ ہونے کے بعد انسانی معاشرے سے نفور بھی اختیار کر لے، یا انسانوں اور اپنے ہم جنسوں سے بالکلیہ ہی ناطہ توڑ لے، مگر پھر یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر ایسا ہوا تو سائنس اس کا بھی علاج تلاش کر کے اس کے بڑھاپے کو جوانی سے تبدیل کر دے گی، اور اس کو ایسا محفوظ و مامون کر دے گی، کہ کوئی بیماری ہی لاحق نہ ہونے پائے گی، تو علاج کا تو سوال ہی کہاں پیدا ہوگا۔

اس مذکورہ بالا پیراگراف پر اگر آپ غور کریں تو اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ یہ سب متضاد دعوے محض وہم اور الکل ہے، جس کے پیچھے کوئی حقیقت نہیں۔ قرآن نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کیا خوب کہا ہے ''ان یتبعون الا الظن و ان الظن لا یغنی من الحق شیئا '' یہ لوگ محض الکل کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، اور الکل اور ظن حق تک رسائی میں ذرہ برابر مددگار ثابت نہیں ہوتا، اور تاریخ اس پر شاہد ہے کہ آج تک کوئی وہمی نظریہ اپنی حقانیت کو ثابت نہیں کر سکا، بلکہ اگر آپ قرآن کی روشنی میں ماضی بعید کے متمردین میں ''فرعون'' کے دعاوی کو پڑھیں گے، تو آج کے ان گمراہ سائنس دانوں اور اس میں مماثلت پائیں گے، کیوں کہ ایک طرف وہاں بھی موسیٰ علیہ السلام نے اس کے سامنے یہی اعلان حق کیا تھا، کہ میں رب العالمین الہ واحد کو اپنا معبود جانتا ہوں، تو فرعون نے کہا تھا: کہ اے ہامان اونچی تعمیر کھڑی کر دتا کہ میں موسیٰ کے رب کو جھانک کر (العیاذ باللہ) اس کا مقابلہ کر سکوں، اور ادھر قرآن بھی چودہ سو سال سے اسی اعلان برحق کی صدائیں لگا رہا ہے، قرآن حقائق کو بیان کرتا ہے، ان گمراہ سائنس دانوں کی طرح ظنیات کو نہیں بیان کرتا۔ قرآن نے فرعون کے واقعہ اور خاص طور پر واقعہ کے اس جزء کو اہتمام کے ساتھ بیان کیا ہے، شاید وہ اسی لیے ہو، کہ فرعونیت کی مثالیں جس طرح کسی زمانہ میں مصری تہذیب کا جزء رہی ہے، نام اور اسلوب بدل کر مادی ترقی کے دور میں بھی اس کا ظہور ہونے والا ہے جس کے نتیجہ میں میں مغربی تہذیب کے یہ چیزیں جزء بننے والا۔ اسی لیے پہلے ہی سے قرآن نے اس کے جوابات ماضی کے واقعات کی روشنی میں بیان کر دیئے، اور ساتھی ہی نتائج بھی تا کہ ہم مسلمانوں کو ہر وقت اس پر تنبیہ ہوتی رہے، اور ہم اس طرح کے کسی بھی پروپیگنڈہ سے متاثر نہ ہو سکیں۔ وللہ الحمد حمداً

یلقیہ بشانہ علی ذالک!

آلکور تنظیم اور ''کریونیکس'': امریکہ کی ''اُریزونا'' ولایت میں ''سکوتسدیل'' شہر میں ایک '' آلکور'' نامی کمپنی ہے، جس کی تأسیس ۱۹۷۲ء میں عمل میں آئی، جو ''تجمید'' کیلئے مشہور ومعروف ہے، اس کا خود اپنے بارے میں یہ کہنا کہ ہمارا ادارہ اور تنظیم انسانی زندگی کی حفاظت کیلئے بغیر نفع کے کام انجام دے رہا ہے، اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر چہ وہ اس پوزیشن میں نہیں کہ مردہ زندہ کردے مگر موت کے بعد انسانی جسموں کے خلایا کو باقی رکھنے اور اس کی حفاظت میں لگا ہوا ہے، اسی لیے اس ادارے میں کام کرنے والا اسٹاف، مردہ جسموں کو لاش کہنے کیلئے رضامند نہیں، بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ مریض اور بیمار لوگ ہیں، گویا موت کی وجہ ان کی زندگی کچھ وقت کیلئے رک گئی ہے (اس کے زعم باطل کے مطابق) وہ کبھی نہ کبھی زندہ کیے جائیں گے۔ حیرت انگیز بات تو یہ کہ ہر لاش کیلئے جوان کی کمپنی میں رکھی جاتی ہے ،ایک فائل ہوتی ہے، جس میں اس کے خطوط اور رسائل کو محفوظ کیا جاتا ہے، تا کہ زندہ ہونے کے بعد اسے پڑھ سکے۔

''کریونیکس'' کی صورتیں: ''کریونیکس'' ایک سائنسی اصطلاح ہو چکی ہے، لہٰذا ہم نے بھی اس کو ویسا ہی استعمال کیا ہے کیوں کہ آکسفورڈ ڈکشنری میں، ''کریونیکس'' کی اصطلاح بیان کرنے کے بعد اس کے آگے تحریر کیا ہے کہ (Noun) یہ نام ہے۔ ''کریونیکس'' کی دو صورتیں ہوتی ہیں:

(۱) پورے جسم اور بدن کو ''کریونیکس'' کیا جاتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ صرف سر اور دماغ کو ''کریونیکس'' کیا جاتا ہے، اسلئے کہ سائنس دانوں کے بیان کے مطابق ''اصل عضو رئیسی'' سر اور دماغ ہے اگر وہ محفوظ ہو جائے، اور آئندہ اگر یہ ممکن ہو سکے کہ مردہ زندہ ہو جائے، تو بعد میں دیگر اعضاء کا بنانا آسان ہو جائے گا، گویا ان کا دعویٰ یہ ہے کہ جب ناممکن یعنی موت کے بعد حیات ممکن ہو جائیگی، تو اسکے بعد جسم بنانا کوئی بڑی بات نہیں، گویا اعلیٰ پر قدرت کی صورت میں ادنیٰ پر قدرت بدرجہ اولیٰ آسان ہو جائے گی، مگر ان کے اس دعویٰ پر بھی تعجب کہ وہ ہزار کوشش اور محنت کے باوجود اب تک اصل اعضاء کی طرح اعضاء ہی نہیں بنا سکے، تو کیا وہ موت کے بعد دوبارہ حیات کے اعادہ پر قادر ہو سکیں گے؟ **الا انھم ھم السفھاء و لکنھم لا یعلمون!**

''کریونیکس'' کے مراحل:

(۱) تثبیت (Stabilization): اس عمل کو کہا جاتا ہے جس میں میت کی بوڈی کو سب سے پہلے ایسے کمرے میں رکھا جاتا ہے جس میں برف ہی برف ہوتا ہے تا کہ اس کو دوسرے آلات وغیرہ لگائے جانے سے پہلے، سڑن سے بچایا جا سکے، گویا یہ تمہیدی عمل ہوتا ہے۔

(۲) نقل (Transportazation): تثبیتی عمل کے بعد مردہ کے جسم کو ایسے کمرے میں منتقل کیا جاتا ہے جہاں جہاں اس پر ''تجمیدی عمل کا اجراء'' کیا جا سکے، اور اس کیلئے اسپتال کو حکومت کی جانب سے اجازت نامہ لینا

ضروری ہوتا ہے، امریکہ میں بہت سی اسپتالوں کے پاس یہ لائسنس یعنی اجازت نامے پائے جاتے ہیں۔

(۳) کیمیاوی مواد کا الحاق (Cryoprotectants Profuision): تجمیدی عمل کے مکمل ہونے کے بعد اس کے دماغ اور جسم کو طویل مدت تک باقی رکھنے کیلئے ایسا کیمیائی مواد اس کے بدن اور دماغ میں بھر دیا جاتا ہے، جس سے وہ کسی طرح کی خرابی سے دوچار نہ ہونے پائے اور پھر کچھ مدت اس پر کڑی نظر رکھی جاتی ہے، کہ کہیں مواد کے الحاق کے بعد بھی کوئی تبدیلی تو واقع نہیں ہو رہی ہے؟ تاکہ تبدیلی کی صورت میں کوئی اور کیمیائی مواد کو شامل کیا جائے۔

(۴) تبرید (Cooling): کیمیاوی مواد کے الحاق کے بعد دو ہفتے کے لیے اُسے بالکل بارد اور ٹھنڈے کمرے میں رکھ دیا جاتا ہے جہاں ٹھنڈک صفر پوائنٹ ۱۹۶ ڈگری ہو یعنی 0.169۔

(۵) طویل الامد کیر (Long Termcare): اخیر میں جب ان تمام مراحل سے مردہ کے جسم کو گذار دیا جاتا ہے، تو سیال ٹمنروجن کے کیمیائی مادہ سے بھرے ہوئے 'المونیم' میں رکھ دیا جاتا ہے جس کی ٹھنڈک اور برودت 0.196 ڈگری ہوتی ہے اور اس میں اسے دراز رکھا جاتا ہے اور پھر اس کو بھاری بھرکم مخصوص صندوق نما میں رکھ دیا جاتا ہے، وہ صندوق نما اتنا بڑا ہوتا ہے، کہ اس میں چار مردہ جسموں کو آسانی کے ساتھ رکھا جا سکتا ہے، پھر اس پر لوہے کی چادر کو تان کر اسے پیک کر دیا جاتا ہے اور اس سے یہ امید وابستہ کر دی جاتی ہے، کہ ایک نہ ایک دن جب سائنس اور ٹیکنالوجی اس حد پر پہنچ جائے گی، کہ وہ مردہ کو زندہ کر سکے تو انہیں زندہ کر دیا جائے گا، بالکل اسی طرح جیسے ''فراعنۂ مصر'' کی لاشوں کو ''حنوط'' کر کے ان کے ماننے والوں نے ''میمیوں'' کی صورت میں چھوڑا ہے انہوں ان کیلئے کھانا وغیرہ رکھا تھا، تاکہ وہ زندہ ہونے کے بعد کھائیں گے، تو انہوں اپنی ''علیت پسندی'' کا مظاہرہ کرنے کیلئے ''فائلیں'' رکھیں ہیں، جس میں ان کے مراسلات اور پیغامات ہوتے ہیں، اگر غور سے مقارنہ کیا جائے تو جاہلیت کی اس قدیم تہذیبوں اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے نام اسی نئی جاہلی تہذیب میں مکمل یکسانیت پائی جاتی ہے، ذرا سوچئے! کیا اسی کو ترقی کہیں گے؟ یا اسے ''جاہلیت جدیدہ'' اور ''فرعونیت جدیدہ'' کا نام دیا جائے۔

میرے خیال میں اسے ترقی کے بجائے انہیں اخیری دو ناموں سے یاد کیا جانا زیادہ مناسب اور حقیقت سے قریب ہی نہیں بلکہ عین حقیقت ہے۔

''کریونیکس'' پر ہونے والے مصارف: ہم آپ کو یہ بھی بتاتے چلیں کہ اس موہوم ہی نہیں ناممکن امر کے پیچھے کتنے مصارف ہوتے ہیں، ایک اندازے کے مطابق ایک لاش کو ''کریونیکس'' کرنے کے پیچھے تقریباً ایک لاکھ پچاس ہزار امریکی ڈالر خرچ ہوتے ہیں اور اگر صرف دماغ کو ''کریونیکس'' کرنا ہو تو پچاس ہزار امریکی ڈالر۔ یہ اس شخص کیلئے جو امریکہ میں مقیم ہو اور اگر وہ امریکہ کے باہر کسی اور ملک میں ہو تو مصارف اور بڑھ جاتے ہیں اور لاش اور ہوائی جہاز سے امریکہ لانے اور اس کی اجازت وغیرہ میں مزید پچاس ہزار امریکی ڈالر ہو جاتے ہیں، یوں دو لاکھ امریکی ڈالر

ماضرورت پڑے گی۔

اب ذرا غور کریں، یہ ''وہم کی بیع نہیں تو اور کیا ہے؟ ایک غیر یقینی اور ناممکن امر کے پیچھے اتنی خطیر رقم خرچ کی جاتی ہے، اگر یہی رقم غرباء و مساکین پر خرچ ہو تو انسانیت کے دعویٰ میں کچھ صداقت کی بو بھی پیدا ہو سکتی ہے، یہ تو انسانیت سے گری ہوئی بات ہے، ''کریونیکس'' کو صرف مغرب کے ملحدین ہی نہیں تسلیم کر رہے ہیں، بلکہ بہت سے ''روشن خیال مسلمان'' بھی اس پر اعتماد کرنے لگے ہیں، بل کہ ایک کمپنی (Cryonet) تو مسلمانوں میں ''کریونیکس'' کی معلومات عام کرنے میں سرگرم ہے، تا کہ نام نہاد، روشن خیال مسلمانوں کو بھی اپنے جال میں پھنسایا جائے، اور اس طرح اپنی موہوم ''انسانیت نوازی'' کے نام کی جانے والی بیع سے منافع حاصل کئے جائیں۔

اب اخیر میں ہم علماء اسلام کے چند ''ماہرین حیاتیات'' اور چند ''غیر مسلم سائنس دانوں'' کی رائے اس سلسلے میں بیان کرتے ہیں، تا کہ اسلامی اور سائنسی نقطۂ نظر سے بھی اس کی حقیقت سامنے آجائے۔

اسلام کا کریونیکس کے بارے میں موقف: جامعہ کویت کے استاذ حدیث الدکتور یحییٰ اسماعیل ''کریونیکس'' کی حرمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''کریونیکس'' کا یہ عمل اسلامی نقطۂ نظر سے بچند وجوہ حرام ہے:

(۱) ''کریونیکس'' قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے موقف کے بالکل برخلاف ہے یہ عمل اور فکر اس لیے ہے کہ قرآن کا اعلان ہے ''منها خلقناكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة أخرى'' (سورۂ طٰہٰ)۔ہم نے (اے انسانو!) تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور اسی میں لوٹائیں گے اور اسی سے دوبارہ ہم زندہ کریں گے۔ گویا ''اعادۂ حیات'' کی ''قدرت'' اللہ کو حاصل ہے، نہ کہ انسان کو، چاہے وہ کتنی ہی ترقی کیوں نہ کرلے۔

(۲) جب شریعت مطہرہ نے کفن میں ضرورت سے زائد استعمال کرنے کو ناجائز قرار دیا اور اسے اسراف میں شمار کیا تو ''کریونیکس'' کے غیر اسلامی عمل کیلئے لاکھوں روپیوں کے بے جا اسراف کی اسلام کیسے اجازت دے سکتا ہے؟

(۳) شریعت میں موت کی دو ہی صورتیں ہیں: ایک موت معنوی اور دوسرا موت حقیقی۔ موت معنوی سے مراد قوت عقل کی موت، یعنی اگر وحدانیت اور آخرت وغیرہ سمجھ میں نہ آئے، تو قرآن اسے موت معنوی سے تعبیر کرتا ہے، جیسا کہ سورۂ فرقان کی آیت نمبر ۴۴ راور اور سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۷۹ رمیں مذکور ہے۔ اور دوسری روح کا بدن سے جدا ہونا اور اسے قرآن نے موت حقیقی کہا، جیسا کہ ''لكل نفس ذائقة الموت'' وغیرہ آیات میں مذکور ہے۔

(۴) یہ عمل انسان کی کرامت اور بزرگی کے بھی خلاف ہے اس لیے کہ شریعت نے اسے وقار کے ساتھ مٹی کے سپرد کرنے کا حکم دیا ہے۔

۵) اسی عمل پر اعتقاد گویا ایک مُسلّم عقیدہ سے انحراف کے مترادف ہے، گویا ''فناء'' کا انکار اور ''ابدیت'' پر ایمان لازم آتا ہے، جو سراسر غیر شرعی اور غیر عقلی نظریہ ہے۔

اسی طرح الدکتور شحات جندی اور الدکتور محمد دسوقی اسی طرح شیخ مصباح حماد ان تمام علماء عرب ومصر نے اس کی حرمت کو اسلامی عقیدہ کے خلاف ہونے پر مختلف آیات اور احادیث سے ثبوت فراہم کیا ہے، اور مسلمانوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ: ''اے مسلمانوں اپنی کامل ومکمل شریعت شریعت اسلامیہ پر مضبوطی کے ساتھ جم جاؤ، اور آخرت کا پورا یقین رکھو جیسا کہ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں بکثرت اس کا ذکر وارد ہے''۔

دانشوروں اور سائنس دانوں کا موقف: امریکہ کا ایک مسلمان دانشور حمزہ یوسف Islam for Today سے بات چیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بڑے افسوس کی بات ہے کہ ٹکنالوجی کے جنون نے مادہ پرستی کو اس حد تک پہنچا دیا ہے، کہ ''طول حیات'' اور ''اعادۂ حیات'' کی توقعات باندھی جارہی ہے، اور ''اعادۂ حیات'' کیلئے جسموں کو مرنے کے بعد محفوظ رکھنے کا عمل کیا جارہا ہے، جس سے غیر تو غیر بہت سے مسلمان بھی متاثر ہو کر انحراف فکری کا شکار ہورہے ہیں، ظاہر بات ہے کہ مادہ پرستی انسانوں پر ایسی مستولی ہو چکی ہے کہ وہ روحانیت سے بالکل بے بہرا ہو چکے ہیں؛ زهد فی الدنیا اور جهاد بالنفس تو گویا عنقا ہوتا نظر آرہا ہے۔

جامعہ اسکندریہ کے طبیہ فیکلٹی کے پروفیسر ڈاکٹر نبیل حمیدہ کہتے ہیں کہ: ''کریونیکس'' کا نظریہ محض ایک خیالی پلاؤ کے علاوہ کچھ بھی نہیں قلب کے عمل سے روکنے کے بعد حیات کی امیدیں کوئی معنی نہیں رکھتی، مجھے اس بات پر بڑے حیرت ہے کہ اپنے آپ کو ماہر کہنے والے کیسے اس بات کا دعوی کررہے ہیں؟ کہ اعادہ حیات ممکن ہے؟ اور کیسے وہ اس بات کا اظہار کررہے ہیں کہ موت حقیقت نہیں، مرض ہے۔ اور مرنے والا مردہ نہیں بلکہ مریض ہے؟

اسی طرح ڈاکٹر فخری صالح وزارۃ عدل مصر کے رکن اور طب کے ماہر کہتے ہیں کہ: ''کریونیکس'' دراصل قوانین الٰہیہ سے مقابلہ آرائی کے مترادف ہے اور یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ قوانین الٰہیہ کو توڑسکیں، مجھے ان پر حیرت ہے کہ کیونکہ ایسے امر پر اصرار کررہے ہیں، جو نتیجہ خیز ثابت ہو ہی نہیں سکتا، بلکہ ضرر انگیز ثابت ہوسکتا ہے اور اس طرح فخری صالح نے نبیل حمیدہ کی تائید کی۔

ڈاکٹر نبیل حمیدہ سے جب سوال کیا گیا کہ جب موت ایک حقیقت ہے تو پھر کیوں اہل مغرب ان ''نادان دوست'' سائنس دانوں کے جال میں پھنس رہے ہیں، تو بڑا عمدہ جواب دیا اور کہا کہ بات دراصل یہ ہے کہ انسان بہر حال موت کو پسند نہیں کرتا، اور یہ اس میں طبعی امر ہے، شیطان مردود نے بھی حواء اور آدم علیہما السلام کو ورغلانے میں یہی حربہ استعال کیا تھا اور کہا تھا ''ما نهىٰكما ربكما عن هذه الشجرة الا ان تكونا ملكين او تكونا من الخالدين'' ''تمہارے پروردگار تم دونوں کو محض اس لیے اس درخت سے باز رہنے کو کہا کہ تم فرشتے بن جاؤگے، یا ابدیت دوام اختیار کرلوگے، اور وہ کچھ حد تک اپنے اس حربہ میں کامیاب بھی ہوگیا، بس آج کے سائنس داں بھی گویا یہی وسوسہ شیطانی کا اعادہ کررہے ہیں۔

و شھد شاھد من اھلھا :امریکہ کے ہی ایک ''یورک'' یونیورسٹی کے پروفیسر ڈیوِڈ ہیچ BBC سے بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:''کریونیکس'' یعنی عمل تجمید سے مردہ جسموں کو باقی رکھ دینا اس امید پر کہ انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا محض ایک وہم اور خیال ہے، کوئی ایک دلیل اور قرینہ بھی ایسا نہیں جو اعادۂ حیات کے امکان پر دال ہو، اور اس محض وہمی نظریہ کو سائنس کی ترقی یا علمی پیش قدمی کہنا سراسر بے بنیاد ہے، بالفرض اگر سائنس داں اعادۂ حیات پر قادر بھی ہو جائے جو ناممکنات میں سے ہے تب بھی اس عمل تجمید سے جو شدید قسم کے نقصانات ہو رہے ہیں اس کا کیا؟ اور اخیر میں اس نے اعتراف کیا کہ یہ عمل تجمید موتی محض اس فرعونی نظریۂ مومیاء کی تجدید کے علاوہ کچھ نہیں، جو ہزاروں سال گذر چکے ہیں مگر آج تک ان کی اعادہ حیات والی توقعات پوری نہ ہوسکی تو ان سائنس دانوں کی توقعات کیا پوری ہوگی!

خلاصہ یہ کہ عمل تجمید اور ''کریونیکس'' محض ایک امر خیالی اور دھوکہ ہے یہ محض اس نظریۂ الحادی کو ثابت کرنے کی ناکام جسارت ہے جو قیامت اور فناء روح کی مؤید ہیں، اور نمرودیت کا دعویٰ ہے، جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ سے جب اس نے دریافت کیا، کہ رب کون ہے؟ تو آپ نے جواب دیا، ''ھو الذی یحی و یمیت ''میرا پروردگار وہ ہے، جو مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ کرتا ہے۔ تو اُس بیوقوف نے جو اِن سائنسدانوں کی طرح رہا ہوگا، کہا تھا ''انا احی و امیت '' کہ میں بھی زندگی اور موت دے سکتا ہوں۔

مگر اس کی یہ بات اتنی بے حقیقت اور نا قابل التفات تھی کہ قرآن نے اس کا بلفظہ جواب دینا بھی مناسب نہ سمجھا، اور ابراہیمؑ نے بھی اس کی حماقت کو دیکھ کر بات پلٹ دی، کہ بے قوف تو موت اور حیات کے معنیٰ حقیقی بھی نہیں سمجھتا، ایک ہے مارنا ایک ہے پیدا کرنا، ایک ہے زندگی دینا، اور ایک ہے موت سے دوچار کرنا؛ یہ سب اپنی حقیقت کے اعتبار سے بالکل جداگانہ اور علیحدہ ہے۔ بس اسی طرح ہم مسلمانوں کی بھی اُن کی اِن باتوں کی طرف نہ توجہ کرنے کی ضرورت ہے اور نہ اُسے تسلیم کرنے کی، کیوں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ''ھو الذی یحی و یمیت ''اللہ ہی وہ ذات ہے جو زندگی اور موت دونوں کے لینے اور دینے کا مالک ہے۔ لہٰذا اللہ کے علاوہ کسی کیلئے بھی چاہے کتنی ہی کوششیں اور عقلی گھوڑے کیوں نہ دوڑا وے اور کتنے ہی تجربات کیوں نہ کرلے، یہ کبھی ممکن نہیں ہوسکتا، کہ وہ مردہ کو زندہ کرسکے، اور نہ ہی زندہ کو اپنے کلی اختیار سے موت دے سکے۔ مسلمان کسی بھی صورت میں نہ اس کو تسلیم کرسکتا ہے اور نہ اپنے مردوں کو ''کریونیکس'' کرا سکتا ہے، بلکہ اُسے ایمان رکھنا ہوگا کہ موت حق ہے، آخرت حق ہے، فناءِ عالم حق ہے، جنت و جہنم حق ہے، جزاء وسزا حق ہے، مرنے کے بعد عالم برزخ کی حیات حق ہے۔

اللہ ہم سب کو تمام فتنوں سے محفوظ فرما کر ہمارے لیے خیر کا فیصلہ فرمائے۔ آمین یارب العالمین!